اولاد کی تربیت کیسے ہو؟

☆..... تحریر: الشیخ مصطفیٰ السباعی ☆ ترجمہ: مولانا عبدالغفار حسن رحمۃ اللہ علیہ ..... ☆

ہماری اجتماعی پیچیدگیوں میں سے سب سے بڑی پیچیدگی اولاد کی تربیت کے معاملہ میں پیش آتی ہے مدرسہ اور معاشرہ سے سابقہ پڑنے سے پہلے گھر کی اور خاندان کی تربیت کا مرحلہ ہوتا ہے۔

والدین کی ذمہ داری

اولاد صراط مستقیم پر چلنے کے معاملے میں اپنے والدین کی مرہون منت ہوتی ہے یعنی اگر اولاد بہترین کردار سے آراستہ ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ والدین نے اس کی تربیت پر توجہ دیکر اسے اپنے احسانات کا ممنون بنادیا ہے اسی طرح اولاد کی غلط روی اور بد کرداری کی ذمہ داری بھی والدین ہی پر ہوگی۔

ایک حدیث

اسلام کے معجزات میں سے یہ بھی ایک بڑا اہم معجزہ ہے کہ اس نے فن تربیت کے بارے میں آج سے چودہ سو برس پہلے ایک ایسی حقیقت کا اعلان کیا ہے جو اس سے پہلے کسی دانشور کو نہ سوجی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور اس کے والدین اسے یہودی یا مجوسی بنا ڈالتے ہیں' (طبرانی بیہقی) اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی اخلاقی اور اجتماعی میلانات سب سے پہلے اس کے والدین ہی سے متاثر ہوتے ہیں اور جیسا کچھ ماں باپ کا کرنا ہوگا اور جیسا ان کی تربیت کا ڈھنگ ہوگا اسی طور طریقے سے بچہ نشو ونما پائے گا۔

تربیت اولاد سے بے اعتنائی

یہ بات بڑی افسوسناک ہے کہ تربیت کے لحاظ سے ہمارے گھر یکساں طرز عمل پر کار بند نہیں ہیں بلکہ افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کہیں بے پناہ سختی اور کہیں بہت زیادہ نرمی' اعتدال اور میانہ روی کی راہ سے بہت سے گھرانے نا آشنا ہیں۔ تربیت کی مختلف شکلوں کے لحاظ سے ہمارے گھر قسم قسم کے حالات سے دوچار ہیں۔

(1) بعض گھرانوں میں بچوں کی نشو ونما بزدلی' خوف' اپنی ذات پر بے اعتمادی اور ذہنی انتشار کے ساتھ ہوتی ہے۔

(2) ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں بچے لاڈ پیار کے اتنے رسیا ہوتے ہیں کہ کسی قاعدے' ضابطے کی پابندی ان کے لئے مشکل ہو جاتی ہے اس طرح ان کی اصلی فطرت میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ سیدھے راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔

(3) ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں بچے کی نشو ونما جہالت اور بدتمیزی اور اعلیٰ درجے کے اخلاق و آداب سے محروم ماحول میں ہوتی ہے یہ بچے نہ تو ادب اور سلیقے سے باخبر ہوتے ہیں اور نہ صفائی اور گندگی کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں۔

(4) کچھ گھرانوں میں بچوں کا مزاج خود پسندی اور کبر ونخوت کا حامل ہوتا ہے۔ ایسے بچے اپنے عیش ونشاط میں مگن نظر آتے ہیں۔ انہیں معاشرے کے غم اور خوشی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔

(5) بعض گھرانے ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں بچہ ذہنی ماحول میں پروان چڑھتا ہے۔ لیکن یہ اس کی دینداری بے بنیاد عقائد اور خرافات سے بھرپور ہوتی ہے۔

دین سے بے تعلقی

ایسے بھی خاندان موجود ہیں جن کے بچے دین سے بالکل دامن چھڑا لیتے ہیں والدین کی صحیح تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اسکول کے اساتذہ اپنے ڈھب پر جس طرح چاہتے ہیں ان کو رنگ دیتے ہیں۔ مختلف شکلیں ہیں جن پر ہماری نئی نسل نشو ونما پا رہی ہے۔ ان میں نہ ذہنی یکسوئی ہے۔ اور نہ اخلاقی و اجتماعی لحاظ سے کوئی بلند تصور۔ ہر فرد دوسرے سے مزاج' ذوق اور فطریات کے لحاظ سے اپنا الگ الگ ذہن رکھتا ہے۔

ہماری نوجوان نسل میں جو ذہنی اور اخلاقی پستی پائی جاتی ہے اس کی وجہ یہی مذکورہ بالا اختلاف ہے۔

نئی نسل کی تربیت

اس اخلاقی پستی کو دیکھ کر قوم کے بعض خیر خواہ بالکل ہی مایوس ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک نئی نسل سے خیر کی امید رکھنا ہی غلط ہے۔ لیکن ہم ان کی اس مایوسی اور بدشگونی سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ نئی نسل میں جو غلط روی پائی جاتی ہے۔ اس کے بہت سے داخلی اسباب ہیں جن کا ازالہ کرنے کی ہم کوشش کرتے ہیں۔ ایسے خارجی اسباب بہت ہی کم ہیں جن پر قابو پانا ہمارے لئے ناممکن ہو۔ ماں باپ سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے جو نئی نسل کے سنوارنے اور بگاڑنے میں موثر اور نمایاں کردار ادا کر سکے۔ اس وقت سب سے بڑا اہم مسئلہ گھریلو تعلیم و تربیت کا ہے اور اس بات کا معلوم کرنا ہے کہ اس سلسلہ میں کون سے طریقے مفید ہیں۔ اور کون سے نقصان دہ۔ یہ عنوان ایسا ہے جس پر اہل علم' اصحاب فکر' انشا پرداز' خطیب اور قومی

اصلاح کے علم بردار سب کو متوجہ ہونا چاہئے یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جس کو حل کرنے کے لئے درسگاہ قائم کی جائے اور علمی حلقے منعقد ہوں اور بحث و مذاکرہ کی مجلسیں برپا ہوں۔ اور عوام کو ان تمام مباحث سے استفادہ کا موقعہ دیا جائے۔ ہمارے اس دور کے علماء تربیت نے حسب ذیل اصولوں پر اتفاق کر لیا ہے۔ اگر کوئی معاشرہ ان اصولوں پر کاربند ہوتا ہے تو اس کی بنیادیں پائیدار ہوں گی اور پوری قوم فلاح وسعادت سے ہمکنار ہوگی۔

اصول تربیت

☆ بچے کی شخصیت کو اس طرح نشوونما دینا کہ گھر کی پوری فضا اس کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھارنے میں مددگار بن جائے۔ اسے ہر طرف اپنی ذہنی استعداد کو بڑھانے کا سامان نظر آئے۔

☆ بچے میں شروع ہی سے جرات' شجاعت خودداری اور خود اعتمادی کا بیج بو دیا جائے وہ دوسرے کا خوشہ چیں ہونے کے بجائے اپنی رائے اور اپنے سوچ سمجھے خیالات پورے اعتماد کیساتھ لوگوں کے سامنے پیش کر سکے۔

☆ اس میں تعاون اور باہمی ہمدردی کا جذبہ ابھارا جائے۔ اس کو بتایا جائے کہ معاشرہ کا نقصان' اس کا نقصان ہے اور قوم کا فائدہ اس کا فائدہ ہے

☆ یہ ہیں وہ گھریلو صحیح تربیت کی بنیادیں جن سے اجتماعی سیاسی' دینی اخلاقی' اور اقتصادی ہر لحاظ سے نئی نسل میں مل کر کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی وہ تربیت ہے کہ اس سے آراستہ ہو کر نئی نسل معاشرے کو ہر قسم کی کمزوری اور تباہی سے بچا سکتی ہے۔

☆ ہمیں اس اہم مسئلہ کے بارے میں پوری سنجیدگی سے کام لینا چاہئے۔ اور ہمیں سوچنا چاہئے کہ واقعی ہمارے گھروں میں اعلیٰ مثالی تربیت کا انتظام ہے اور کیا ماں باپ اس معاملہ میں اپنے فرائض کا شعور رکھتے ہیں؟

والدین کی غلط روش

حقیت یہ ہے کہ بہت سے خاندان تربیت اور اس کے دوررس اثرات سے قطعاً ناآشنا ہیں سب سے پہلی خرابی جو تربیتی لحاظ سے گھر میں پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ بچے کی نفسیات اور اس کے جذبات ومیلانات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اور اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ یہی بچہ مختلف منازل طے کر کے مردوں کی صف میں کھڑا ہونے والا ہے اس پر وہ قوانین نافذ ہوں گے جو مردوں پر نافذ ہوتے ہیں اکثر ماں باپ کا یہ حال ہے کہ وہ بڑوں اور بچوں کی نفسیات میں فرق نہیں کرتے۔ ایک بے سمجھ بچے کو اس کی خطا پر اسی طرح سختی

سے سزا دیتے ہیں جو بڑوں کو دی جاتی ہے۔ کبھی اس کے عیب اور کمزوری کا چرچا کیا جاتا ہے اور کہیں اس پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ اسے تذلیل وتحقیر کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ کون سی ماں ہے جو غصے سے بھڑک نہ اٹھتی ہو جب کہ اس کا چھوٹا سا بچہ اپنے پاجامے ہی میں دو تین بار پے در پے رفع حاجت کر لیتا ہے۔ اور وہ کون سی ماں ہے جو شیشے کے برتن توڑنے پر اپنے بچے کو زدوکوب نہیں کرتی۔ اور وہ کون سی ماں ہے جو اپنے بچے کو سخت سے سخت سزا نہیں دیتی جب کہ بچہ گھر کے خاص کمرے میں بیش قیمت فرش پر دوات الٹ دیتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ماں اپنے ڈیڑھ سال کے بچے کو پیٹ رہی تھی اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اس نے اپنے پاجامے میں پاخانہ کر دیا تھا۔ ماں کا خیال یہ تھا کہ بچے کو چاہئے تھا کہ قضائے حاجت سے پہلے وہ اطلاع کرتا۔ یا خود بیت الخلا یا اپنے قدمچے پر پہنچ جاتا میں نے اس خاتون کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ اس کا یہ طرز عمل درست نہیں ہے اس عمر میں بچہ اتنی سمجھ نہیں رکھتا۔ لیکن وہ خاتون میری بات سے مطمئن نہ ہو سکی۔ آخر کار میں نے کہا کہ ذرا اپنی ماں سے اپنے بچپن کا حال تو پوچھ کر دیکھو جو تمہارے بچے کا حال اب ہے کیا یہی طرز عمل بچپنے میں تمہارا نہ تھا۔ اس جملے پر وہ عورت ہنس پڑی اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا غلط تربیت کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ بچوں کی خوب مرمت کی جائے۔ جب کہ وہ گھروں سے بھاگ کھڑے ہوں یا گھر واپس آنے میں دیر لگائیں یا اپنے چھوٹے بہن اور بھائیوں پر زیادتی کریں۔ یا کسی معاملہ میں ماں باپ کی نافرمانی پر تل جائیں ظاہر ہے کہ ان کو ان فوجیوں کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا جو اپنے کمانڈر کا ہر حکم ماننے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

جاھل ماں

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکا معمول کے مطابق شام کو گھر نہ آسکا۔ ماں کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس تاخیر کا علم باپ کو ہو گیا تو اسے سخت ترین سزا دے گا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ اپنے گھر کی تاریک ڈیوڑھی میں لمبی لاٹھی لے کر کھڑی ہو گئی جیسے ہی بچے نے گھر میں قدم رکھا ماں غضبناک ہو کر اس پر پل پڑی۔ اس نے اس بات پر بھی زحمت گوارا نہ کی کہ مار پیٹ سے پہلے اس کی تاخیر کا سبب ہی معلوم کر لیتی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس جاں بازی میں ماں غلطی پر تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک پڑوسی نے اس بچے کو اپنی مدد کے لئے بلایا کہ یہ باغ کے پھل توڑ دو تمہیں مناسب مزدوری مل جائے گی۔ بچے نے یہ پیشکش اس بنا پر قبول کر لی کہ اس سے اس کے نادار والدین کو سہارا ملے گا۔ اور اسی خیال سے اس نے اپنے شام کے کھانے کی پرواہ بھی نہیں کی جو وہ معمول کے مطابق گھر میں کھایا کرتا تھا۔ اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا تھا کہ بچے نے کتنے قابل تعریف جذبے کی بناء پر اس تاخیر کو برداشت کیا تھا لیکن سنگ دل ماں نے اس کی حوصلہ افزائی کی بجائے بری طرح مرمت کر ڈالی......

غلط تربیت کے نمونے

غلط تربیت کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اگر بچہ ایک دو بار غلطی کر بیٹھتا ہے تو ہم اسے بدنام کرنا شروع کردیتے ہیں۔ مثلاً ایک مرتبہ اس کی زبان سے کوئی جھوٹی بات سننے کا اتفاق ہوتا ہے تو پھر ہمیشہ ہم اسے کذاب کے لفظ سے یاد کرتے ہیں اور اگر وہ کبھی اپنے چھوٹے بھائی کو چپت لگادیتا ہے تو اسے شریر کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اگر کبھی وہ چھوٹی بہن سے بہلا پھسلا کر پھل چھین لیتا ہے۔ تو ہم اسے مکار کا نام دیتے ہیں اگر وہ کبھی باپ کی جیب سے قلم چرالیتا ہے۔ تو ہم ہمیشہ کے لئے چور کا خطاب دے دیتے ہیں اور اگر کبھی وہ پانی پلانے یا کسی اور کام سے انکار کردے تو ہم اسے کام چور کا لقب دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہم پہلی غلطی پر تمام لوگوں کے سامنے اسے ذلیل کرڈالتے ہیں یہ تربیت کا انتہائی غلط طریقہ ہے صحیح صورت یہ ہے کہ اسے نرمی سے سمجھائیں اور ایسی دلیل سے اسے مطمئن کریں جو اس کے چھوٹے سے دماغ میں سما سکے۔ مثلاً یہ کہ وہ اپنا بھی نقصان کرتا ہے۔ اور دوسرے بھی دکھ پاتے ہیں۔

تربیت کا ایک غلط طریقہ ۔کہ روتے ہوئے بچے کو ڈرادھمکا کر خاموش کیا جائے' بھوت' کتے یا دیو کا نام لے کر ڈرایا جائے اور پھر ڈراتے ہوئے اسے سینے سے چمٹا لیا جائے تاکہ بچے کو یہ احساس دلایا جائے کہ ماں باپ کو اس کو بچانے کی فکر ہے۔ ڈرانے کی بدترین صورت یہ ہے کہ اسے استاد یا ڈاکٹر کا خوف اس کے دل میں پیدا کیا جائے اس طرز عمل سے بچے کی نشوونما انتہائی' بزدلی کے ماحول میں ہوتی ہے اور اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جن معمولی چیزوں سے اسے ڈرنا نہیں چاہئے ان سے بھی وہ خوف کھانے لگتا ہے۔ جہاں اسے بغیر رکاوٹ کے آگے بڑھنا چاہئے وہاں بھی وہ خطرہ محسوس کرتا ہے۔ بچے میں خوف اور بزدلی اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ وہ زمین پر گرتا ہے۔ اسے چوٹ لگتی ہے اور خون بہہ پڑتا ہے۔ اس موقعہ پر ماں اپنا سینہ پیٹ لیتی ہے۔ شور مچاتی ہے۔ لوگوں کو امداد کے لئے پکارتی ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر بچہ بھی خوب روتا ہے۔ اور پھر وہ اس بات کا خوگر ہوجاتا ہے کہ جب بھی وہ خون دیکھے یا معمولی تکلیف محسوس ہو تو سارا گھر سر پر اٹھالے' اس صورت حال کو ختم کرنے کے لئے صحیح تدبیر یہ ہو کہ اس قسم کے مواقع پر ماں مسکراتے ہوئے بچے کو تسلی دے اور احساس دلائے کہ یہ تو معمولی سی چوٹ ہے۔

ماحول کے اثرات

یہاں سب سے بنیادی بات قابل غور یہ ہے کہ ایک طرف ماں باپ بچوں کے اخلاق وکردار سنوارنے کی فکر میں رہتے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کے لئے ایسا ماحول پیدا کردیتے ہیں کہ جس سے وہ بے

راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔مثلاً

برے دوستوں کی رفاقت پر ہم چشم پوشی کر جاتے ہیں۔

غیر اسلامی درسگاھیں

غیر ملکی مثلاً امریکی درسگاہوں میں اپنے بچوں کو بھیج دیتے ہیں جہاں ہماری دینی اخلاقیات کا قطعاً خیال نہیں رکھا جاتا۔

فحش فلمیں

جاسوسی یا فحش عشقیہ مناظر دکھانے والی فلمی تماشوں میں ہم جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ یا خود اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں یہ فلمی تماشوں کی جانچ ایسی ہے کہ اس سے بڑوں بڑوں کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں بچوں کا معاملہ تو بہت سنگین ہے

گندہ لٹریچر

ہم ان کے مطالعے میں فحش اور بے حیائی سے بھرپور رسالے اخبارات اور لٹریچر دیکھتے ہیں لیکن ہمیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ یہ سب چیزیں ان کے مزاج کو داؤ پر لگا رہی ہیں۔ جرائم پر آمادہ کر رہی ہیں گھر کی پوشیدہ باتوں کو بر سر عام پھیلا رہی ہیں اور ماحول کے رسوا کن حالات کو بے نقاب کر رہی ہیں اس غلط ماحول میں بچوں کو رکھتے ہوئے یہ امید رکھنا کہ وہ سراپا عفت و امانت ہوں گے خوش فہمی نہیں تو اور کیا ہے علماء فن تربیت کا اس پر اتفاق ہے کہ بچوں اور جوانوں پر ماحول پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ کہ پھر ماں باپ کی نصیحت اور استادوں کی تلقین بھی بے اثر ہو جاتی ہے اس ساری تفصیل سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خود ہم ان کو برے ماحول میں دھکیلتے ہیں پھر ان کی غلط کاریوں پر مجسم شکوہ بن جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ اس کا کہا نہیں مانتا اور اس کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے بلا کر سمجھایا بجھایا اور آئندہ باپ کے وفادار ہونے کی تلقین کی۔ بیٹے نے کہا کہ کچھ باپ پر اولاد کے بھی حقوق ہیں یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا؟ کیوں نہیں! بیٹے نے کہا وہ کیا حقوق ہیں حضرت عمر نے فرمایا کہ تین حقوق ہیں۔

باپ کے فرائض

باپ کا فرض ہے کہ نسل انسانی کے اضافے کے لئے اخلاقی اور خاندانی لحاظ سے بہترین عورت کا انتخاب کرے۔

بچے کا اچھا نام رکھے۔
بچے کو قرآن کی تعلیم دے۔
بچے نے کہا۔ امیر المؤمنین میرے باپ نے ان تینوں میں سے کوئی بھی حق ادا نہیں کیا۔
میری ماں ایک مجوسی کی لڑکی ہے۔
اس نے میرا نام کھٹل رکھا ہوا ہے
اس نے مجھے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا۔

حضرت عمرؓ باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''تو اپنے بیٹے کی نافرمانی کا شکوہ لے کر آیا ہے اور حالانکہ تو نے خود اس کا حق تلف کیا ہے اور اس کے برے سلوک سے پہلے تو نے اس کے ساتھ برا معاملہ کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کی یہ نصیحت کتنی برمحل ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ باپ نے اگر بچے کی تربیت میں بے پرواہی برتی ہے اور اس وجہ سے بچے نے نافرمانی اور بے راہ روی اختیار کر لی ہے۔ تو اس کی ذمہ داری باپ پر بھی عائد ہوگی۔

بچے کی شرارت اس کی ذہانت کی دلیل ہو

واضح رہے کہ بچہ اگر ماں باپ کی مخالفت کرتا ہے یا نظم وضبط کو توڑتا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی تربیت کے لحاظ سے شرارت وخباثت کا سرچشمہ ہے۔ بارہا اس قسم کا مزاج بچے کی گرم جوشی، پستی، چالاکی اور قومی شخصیت کو نمایاں کرتا ہے۔

ان حالات میں ہمارے لئے مناسب یہی ہے کہ اس کو غلط راستے سے ہٹا کر سیدھی شاہراہ پر لے آئیں۔ لیکن یہ طریقہ ایسا حکیمانہ ہونا چاہئے کہ اس کی چھپی ہوئی صلاحیتیں دبنے کی بجائے ابھرنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بیان کیا جاتا ہے۔ **غرام الصبی فی صغرہ زیادۃ فی عقلہ فی کبرہ.** یعنی چھوٹی عمر میں بچے کی تیزی اور طراری بڑی عمر میں اس کی ذہانت کا پیش خیمہ ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے **غرام الصبی نجابۃ** بچے کی تیزی طراری اس کی شرافت کی نشانی ہے۔ (حکیم ترمذی نے یہ روایات اپنی نوادر میں جمع کی ہیں۔)

'بارہا ایسا ہوتا ہے کہ بچہ بعض ایسے اسباب کی بنا پر جن کا ہمیں علم نہیں ہوتا نظم وضبط کو توڑ دیتا ہے۔ مدرسے سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ یا گھر لوٹنے میں دیر لگا دیتا ہے۔ اگر واقعی وہ اپنی زبان میں اپنا عذر سمجھا سکے تو ہمیں کبھی بھی اس کا عذر تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہئے۔